مکتوبات امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ

مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کے اسرار شریعت اور معارف طریقت سے
بھرپور گرانقدر مجددانہ مکاتیب
(جلد اوّل)

مُترجم
حضرت مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

اسلامی کُتب خانہ اردو بازار لاہور

نام کتاب	مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ (جلد اول)
تالیف	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد	1000
مطبع	رضا پرنٹر
ناشر	اسلامی کتب خانہ' اردو بازار لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے:-

مکتبہ رحمانیہ:	اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور
	فون: 7221395-7224228
خزینہ علم و ادب	الکریم مارکیٹ' اردو بازار لاہور
	فون: 7314169
مکتبہ العلم	18-اردو بازار، لاہور
	فون: 7231788-7225231

اور جاننا چاہئے کہ جس قدر کوئی اوپر جاتا ہے اسی قدر نیچے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ اوپر گئے اور نزول کے وقت سب سے نیچے آگئے۔ اسی واسطے آپ کی دعوت اتم ہوئی اور آپ تمام خلق کی طرف بھیجے گئے کیونکہ نہایت نزول کے باعث سب کے ساتھ مناسبت پیدا کی اور افادہ کا راستہ کامل تر ہوگیا اور بسا اوقات اس راہ کے متوسطوں سے اس قدر طالبوں کا فائدہ وقوع میں آتا ہے جو غیر مرجوع منتہیوں سے میسر نہیں ہوتا کیونکہ متوسط غیر مرجوع منتہیوں کی نسبت مبتدیوں کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔

اسی سبب سے شیخ الاسلام ہروی قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خرقانی ؒ اور محمد قصاب ؒ موجود ہوتے ہیں تو میں تم کو محمد قصاب ؒ کے پاس بھیجتا اور خرقانی ؒ کی طرف نہ جانے دیتا کیونکہ وہ خرقان کی نسبت تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ہوتا۔ یعنی خرقانی ؒ منتہی تھے۔ مرید آپ سے بہت کم فائدہ حاصل کرتے تھے یعنی منتہی غیر مرجوع تھے نہ کہ مطلق منتہی کیونکہ کامل افادہ نہ ہونا اس کے حق میں غیر واقع ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ منتہی تھے حالانکہ آپ کا افادہ سب سے زیادہ تھا۔ پس افادہ کے کم یا زیادہ ہونے کا مدار رجوع اور ہبوط پر ہے نہ کہ انتہا اور عدم انتہا پر۔

یہاں ایک نکتہ ہے جس کا جاننا بہت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح نفس ولایت کے حاصل ہونے میں ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا شرط نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اسی طرح اس کو اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے خوارق نقل کرتے ہیں اور اس کو ان خوارق کی نسبت بالکل اطلاع نہیں ہوتی اور وہ اولیاء جو صاحب علم اور کشف ہیں ان کے لئے جائز ہے کہ اپنے بعض خوارق پر اس کو اطلاع دے دیں بلکہ ان کی مثالیہ صورتوں کو متعدد مکانوں میں ظاہر کریں اور دور دراز جگہوں میں ان صورتوں سے ایسے عجیب وغریب کام ظہور میں لائیں جن کی اس صورتوں والے کو ہرگز اطلاع نہیں ہے۔ ع

از ما و شما بہانہ ساختہ اند

ترجمہ: بہانہ ہے ہمارا اور تمہارا درمیاں میں

حضرت مخدوم قبلہ گاہی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ کہتا تھا کہ عجیب کاروبار ہے کہ لوگ اطراف وجوانب سے آتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا اور موسم حج میں حاضر پایا ہے اور ہم نے آپ سے مل کر حج کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بغداد میں دیکھا ہے اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں اور میں ہرگز اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا ہوں اور نہ ہی کبھی اس قسم کے آدمیوں کو دیکھا ہے۔ کتنی بڑی تہمت ہے جو ناحق مجھ پر لگاتے ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ کُلِّھَا سب کاموں کی اصل حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے اس سے زیادہ لکھنا طول کلامی ہے۔ ہاں اگر آپ کی طلب اور پیاس زیادہ معلوم کی تو بہت جلدی اس سے زیادہ کچھ لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب ۲۱۷

اس بیان میں کہ باطنی نسبت جس قدر حیرت وجہالت کی طرف جائے۔ اسی قدر بہتر ہے اور اس بیان میں کہ کیا باعث ہے کہ اولیاء اللہ کے بعض کشف غلط واقع ہوتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہوتا ہے اور قضائے معلق اور قضائے مبرم کے درمیانی فرق اور ان میں سے ہر ایک کے حکم میں اور اس بیان میں کہ جو کچھ قطعی اور اعتبار کے لائق ہے وہ کتاب وسنت ہے اور اس بیان میں کہ بعض طالبوں کو طریقہ سکھانے کی اجازت دینا اور ان کے کمال اور تکمیل کی علامت نہیں ہے اور اس کے متعلق بیان میں ملا طاہر بدخشی کی طرف لکھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اللہ رب العالمین کی حمد اور سید المرسلین اور ان کی آل پاک پر صلوٰۃ وسلام ہو۔

مدت گزری ہے کہ اپنے احوال واوضاع سے آپ نے اطلاع نہیں دی۔ ہر حال میں استقامت مطلوب ہے۔ کوشش کریں کہ از روئے عمل اور اعتقاد کے سرمو خلاف شریعت سرزد نہ ہو اور باطنی نسبت کی حفاظت نہایت ہی ضروری ہے اور باطنی نسبت جس قدر جہالت کی طرف جائے اسی قدر زیبا ہے اور جس قدر حیرت تک پہنچے اسی قدر بہتر ہے کیونکہ کشوف الٰہی اور ظہورات اسمائی سب راستہ کے درمیان ہیں۔ وصول کے بعد یہ سب کم ہو جاتے ہیں اور

جہالت اور مطلوب کے نہ پانے کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ کشوف کونی کی نسبت کیا لکھا جائے کیونکہ ان میں خطا کی مجال بہت ہے اور غلطی کا گمان غالب ہے۔ ان کے عدم و وجود کو یکساں جاننا چاہئے اگر پوچھیں کہ کیا سبب ہے کہ بعض کشوف میں جو اولیاء اللہ سے صادر ہوتے ہیں، غلطی واقع ہوجاتی ہے اور ان کے برخلاف ظہور میں آتا ہے۔

مثلاً خبر دی کہ فلاں آدمی ایک ماہ کے بعد مر جائے گا یا سفر سے واپس وطن میں آئے گا۔ اتفاقاً ایک ماہ کے بعد ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی وقوع میں نہ آئی تو اس کا یہ جواب ہے کہ وہ چیز جس کا کشف ہوا ہے اور اس کی خبر دی گئی ہے اس کا حاصل ہونا شرائط پر مشروط تھا کہ صاحب کشف نے اس وقت ان شرائط سے مفصل طور پر اطلاع نہیں پائی اور مطلق طور پر اس شے کے حاصل ہونے کا حکم کیا ہے۔ یا یہ وجہ ہے کہ لوح محفوظ کے احکام میں سے کوئی حکم عارف پر ظاہر ہوا ہے کہ وہ حکم فی نفسہ محو و اثبات کے قابل ہے اور قضاء معلق کی قسم سے ہے لیکن اس عارف کو اس حکم کے محو و اثبات کی تعلیق اور قابلیت سے کچھ خبر نہیں ہے۔ اس صورت میں اگر اپنے علم کے موافق حکم کرے گا تو اس میں ضرور ہی خلاف کا احتمال ہوگا۔

لکھا ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک شخص کے حق میں یہ خبر دی کہ یہ جوان کل صبح ہوتے ہی مر جائے گا۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس جوان کے حال پر رحم آیا۔ اس سے پوچھا کہ تو دنیا سے کیا آرزو رکھتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ دو چیزیں۔ ایک کنواری بیوی، دوسرا حلوا۔ حضور نے دونوں چیزیں مہیا کرنے کا حکم فرمایا۔ وہ جوان اپنی بیوی کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ حلوے کا طبق ان کے آگے رکھا تھا کہ اسی اثناء میں ایک سائل محتاج نے دروازہ پر آکر اپنی حاجت کو ظاہر کیا اس جوان نے وہ حلوے کا طبق اٹھا کر اس فقیر کو دے دیا جب صبح ہوئی۔ حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام اس جوان کے مرنے کی خبر کا انتظار کرنے لگے جب دیر ہوگئی تو فرمایا کہ اس جوان کی خبر لاؤ کہ کیا حال ہے۔ معلوم ہوا کہ خوش و خرم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیران رہ گئے۔ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس حلوے کے صدقہ نے اس جوان کی بلا کو دفع کیا جب اس کے بستر ے کو دیکھا تو اس کے نیچے ایک بڑا سانپ مردہ پایا اور اس

کے پیٹ میں اس قدر حلوا پڑا ہوا دیکھا کہ حلوے کی زیادتی سے جان دے دی لیکن یہ فقیر اس نقل کو پسند نہیں کرتا اور جبرائیل علیہ السلام پر خطا تجویز نہیں کرتا کیونکہ وہ وحی قطعی کا حامل ہے اور وحی کے حامل پر خطا کا احتمال تجویز کرنا برا جانتا ہے۔ ہاں اگر یہ کہیں کہ اس کی عصمت و امانت اور خطا کا احتمال نہ ہونا اس وحی سے مخصوص ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے صرف تبلیغ پر موقوف ہے اور اس خبر میں اس قسم کی وحی نہیں ہے بلکہ علمی اخبار ہے اور لوح محفوظ سے مستفاد ہے جو محو و اثبات کا محل ہے تو اس خبر میں خطا کی مجال ہوسکتی ہے برخلاف وحی کے جو مجرد تبلیغ ہے۔ پس دونوں میں فرق ظاہر ہوگیا جیسا کہ شہادت اور اخبار کے درمیان فرق ہے کیونکہ اول شرع میں معتبر ہے اور دوسرا غیر معتبر۔

اے میرے سعادت مند بھائی! آپ کو معلوم کرنا چاہئے کہ قضا دو قسم پر ہے۔ (۱) قضائے معلق (۲) قضائے مبرم۔

قضائے معلق میں تغیر و تبدل کا احتمال ہے اور قضائے مبرم میں تغیر و تبدل کی مجال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ میرا قول کبھی تبدیل نہیں ہوتا، یہ قضائے مبرم کے بارے میں ہے اور قضائے معلق کے بارے میں فرماتا ہے۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ جسے چاہتا ہے، مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔

میرے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی تبدیلی کی مجال نہیں ہے، مگر مجھے ہے اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرف کروں۔ اس بات سے بہت تعجب کیا کرتے تھے اور بعید از فہم فرماتے تھے۔

یہ نقل بہت مدت تک اس فقیر کے ذہن میں رہی۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا۔ ایک دن ایک بلیہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا جو کسی دوست کے حق میں مقرر ہوچکی تھی۔ اس وقت بڑی التجا اور عاجزی اور نیاز و خشوع کی تو معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا کسی امر سے معلق اور کسی شرط پر مشروط نہیں ہے۔ اس بات سے بڑی یاس و ناامیدی حاصل ہوئی اور حضرت سید محی الدین قدس سرہ کی بات یاد آئی۔ دوبارہ

پھر ملتجی اور متضرع ہوا اور بڑی عجز و نیاز سے متوجہ ہوا۔ تب محض فضل و کرم سے اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے۔ ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوح محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے اور قضائے معلق کی اس دوسری قسم میں بھی پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سید قدس سرہ کی بات بھی اسی اخیر قسم پر موقوف ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ نہ اس قضا پر جو حقیقت میں مبرم ہے کیونکہ اس میں تصرف و تبدل عقلی اور شرعی طور پر محال ہے اور حق یہ ہے کہ جب کسی کو اس قضا کی حقیقت پر اطلاع ہی نہیں ہے تو پھر اس میں تصرف کیسے کر سکے اور اس آفت و مصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی۔ قسم اخیر میں پایا اور معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس بلیہ کو دفع فرما دیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْحَمُنَا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ الَّذِىْ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُحِبِّيْهِمْ وَمُتَابِعِىْ اٰثَارِهِمْ بِبَرَكَةِ هٰٓؤُلَآءِ الْكُبَرَاءِ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْداً قَالَ اٰمِيْنًا اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے ایسی حمد کثیر اور طیب اور مبارک جیسا کہ ہمارا رب چاہتا اور پسند کرتا ہے اور اولین و آخرین کے سردار اور انبیاء و مرسلین کے ختم کرنے والے پر جس کو اللہ تعالیٰ نے اہل جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کی آل و اصحاب اور ان کے تمام بھائیوں یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں اور تمام مقرب فرشتوں پر صلوٰۃ و سلام و تحیت ہو۔ یا اللہ تو ہم کو ان بزرگواروں کی برکت سے ان سب کا محب اور ان کے افعال کا تابعدار بنا اور اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اس بندے پر جس نے آمین کہا۔

اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض اوقات بعض علوم الہامی میں بھی جو خطا ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بعض مسلمہ مقدمات جو صاحب الہام کے نزدیک ثابت اور حقیقت میں کاذب ہیں۔ علوم الہامی کے ساتھ اس طرح مل جاتے ہیں کہ صاحب

الہام تمیز نہیں کر سکتا بلکہ تمام علوم کو الہامی خیال کرتا ہے۔ پس ان علوم کے بعض اجزا میں خطا ہونے کے باعث مجموع علوم میں خطا واقع ہو جاتی ہے اور نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کشف اور واقعات میں امور غیبی کو دیکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ظاہر پر محمول ہیں اور صورت پر منحصر ہیں تو اس خیال کے موافق حکم کرتا ہے اور خطا واقع ہو جاتی ہے اور نہیں جانتا کہ وہ امور ظاہر کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں اور تاویل و تعبیر پر محمول ہیں۔ اس مقام پر تمام کشف غلط واقع ہوتے ہیں۔ غرض جو کچھ قطعی اور اعتبار کے لائق ہے۔ وہ صرف کتاب و سنت ہے جو وحی قطعی سے ثابت ہوئے ہیں اور فرشتہ کے نازل ہونے سے مقرر ہوئے ہیں اور علماء کا اجماع اور مجتہدین کا اجتہاد بھی انہی دو اصلوں کی طرف راجع ہے۔ ان چار شرعی اصول کے سوا اور جو کچھ ہو۔ خواہ صوفیہ کے علوم و معارف ہوں اور خواہ ان کے کشف و الہام۔ اگر ان اصول کے موافق ہیں تو مقبول ہیں ورنہ مردود۔ وہاں وجد و حال کو جب تک شرع کی میزان پر نہ تول لیں، نیم جو سے بھی نہیں خریدتے اور کشوف و الہامات کو جب تک کتاب و سنت کی کسوٹی پر نہ رکھ لیں نیم چیتل کے برابر بھی پسند نہیں کرتے۔

طریق صوفیہ کے سلوک سے مقصود یہ ہے کہ معتقدات شرعیہ کی حقیقت پر جو ایمان کی حقیقت ہیں، یقین زیادہ ہو جائے اور احکام شرعیہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو۔ نہ کچھ اور امر اس کے سوا کیونکہ رویت کا وعدہ آخرت کو ہے اور دنیا میں ثابت نہیں ہے اور وہ مشاہدے اور تجلیات جن پر صوفیہ خوش ہیں۔ وہ ظلال سے آرام اور شبہ و مثال کے ساتھ تسلی کئے بیٹھے ہیں۔ حق تعالیٰ وراء الوراء ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان مشاہدوں اور تجلیوں کی پوری پوری حقیقت بیان کروں تو اس راہ میں مبتدیوں کی طلب میں فتور پڑ جائے گا اور ان کے شوق میں قصور واقع ہو جائے گا اور اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ اگر باوجود علم کے کچھ نہ کہوں تو حق باطل سے ملا رہے گا البتہ اس قدر ضرور ظاہر کرتا ہوں کہ اس راہ کی تجلیات و مشاہدات کو موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہاڑ کی تجلی و شہود کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے۔ اگر درست نہ ہوں تو ناچار ظلال اور شبہ و مثال پر محمول کرنے چاہئیں تو پھر شاید درست ہوں کیونکہ تجلی سے مقصود دک و فک یعنی پارہ پارہ ہونا ہے اور دنیا میں اس سے چارہ نہیں ہے۔ خواہ باطن پر متجلی ہو خواہ ظاہر پر دک و فک ضرور ہے لیکن خاتم الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام اس داغ سے پاک ہیں۔ آپ کو

دنیا میں رویت میسر ہوئی اور سرِمو اپنی جگہ سے نہ ہلے اور آپ کے کامل تابعداروں کو جو اس مقام سے نصیب رکھتے ہیں۔ وہ رویت ظلال میں سے کسی ظل کے پردہ کے بغیر نہ ہوگی۔ صاحب تجلی سمجھے یا نہ سمجھے جب کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس حال کے مشاہدے سے بغیر اس بات کے کہ تجلی ہو، بیہوش ہو گئے تو پھر اوروں کا کیا حال ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ جاننا چاہئے کہ بعض مخلصوں کو اجازت دینے سے مقصود یہ تھا کہ اس وجہ سے لوگوں کو گمراہی کے بھنور سے حق تعالیٰ کے راستہ کی طرف رہنمائی کریں اور آپ بھی ان طالبوں کے ساتھ مل کر مشغولی کریں اور ترقیات حاصل کریں اور اس سررشتہ کو نگاہ رکھ کر کوشش کریں کہ ان کی اپنی بقیہ بری خصلتیں دور ہو جائیں اور مرید و مسترشد بھی اس دولت سے مشرف ہو جائیں نہ کہ یہ اجازت کمال و تکمیل کے وہم میں ڈال دے اور مقصود سے ہٹا رکھے۔ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ قاصد کا کام حکم پہنچانا ہے۔ والسلام۔

مکتوب ۲۱۸

پیر طریقت کے آداب کو مدنظر رکھنے کے بیان میں ملا داؤد کی طرف لکھا ہے۔

میرے عزیز بھائی! مولانا داؤد کا مکتوب شریف پہنچ کر خوشی کا موجب ہوا۔ حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی آل پاک علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کے ظاہر و باطن کو اپنی مرضیات سے آراستہ و پیراستہ کرے۔

باطنی سبق کے تکرار کرنے اور خواجگان قدس سرہم کے طریقہ پر استقامت کرنے میں ایسا نہ ہو کہ پراگندہ توجہوں سے فتور پڑ جائے اور اگر بالفرض کچھ ظلمت و کدورت طاری ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں التجا اور زاری اور نیاز و شکستگی بجا لائیں اور اپنے مربی یعنی پیر کی طرف جو اس دولت کے حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔ پورے طور پر متوجہ ہوں اور حضور و غیبت میں اس بڑی دولت کے وسیلوں یعنی پیروں کے آداب کو اچھی طرح مدنظر رکھیں اور ان بزرگواروں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضامندی کا وسیلہ بنائیں۔ نجات و خلاصی کا طریقہ یہی ہے۔ والسلام۔

مکتوب ۲۱۹

اس بیان میں کہ آدمی اپنی نادانی سے اپنی ظاہری مرض کے دور کرنے کی فکر میں لگا ہے اور باطنی مرض سے جو دل کی گرفتاری سے مراد ہے، غافل پڑا ہے اور اس کے مناسب بیان میں میرزا ایرج کی طرف لکھا ہے۔

عَصَمَكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَمَّا يَعْصِمُكُمْ وَصَانَكُمْ عَمَّا شَانَكُمْ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَتَمُّهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَكْمَلُهَا حق تعالیٰ سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو اس چیز سے بچائے جو آپ کو داغدار کرے اور اس چیز سے محفوظ رکھے جو آپ کو عیب لگائے۔

اے سعادت و شرافت کے نشان والے آدمی کو جب کوئی ظاہری مرض لگ جاتی ہے اور اس کے کسی عضو کو آفت پہنچتی ہے تو بہت کوشش اور مبالغہ کرتا ہے تاکہ وہ مرض دفع ہو جائے اور وہ آفت دور ہو جائے لیکن مرض قلبی نے جو ماسوائے حق کی گرفتاری سے مراد ہے اس پر اس طرح غلبہ پایا ہوا ہے جو نزدیک ہے کہ اس کو ہمیشہ کی موت تک پہنچا دے اور ہمیشہ کے عذاب میں اس کو گرفتار کر دے۔ اس کے دور کرنے کا فکر نہیں کرتا اور اس کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کرتا اور اگر اس گرفتاری کو مرض نہیں جانتا تو پرلے درجے کا احمق ہے اور اگر جانتا ہے اور پھر فکر نہیں کرتا تو بڑا ہی پلید ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس مرض کے سمجھنے کے لئے عقل معاد درکار ہے کیونکہ عقل معاش اپنی کوتاہ اندیشی سے ظاہر بینی پر لگی ہوئی ہے اور عقل معاش جس طرح باطنی امراض کو فانی عیش و عشرت کے باعث مرض خیال نہیں کرتی۔ اسی طرح عقل معاد بھی ظاہری امراض کو عاقبت کے ثوابوں کی وجہ سے مرض نہیں جانتی۔ عقل معاش کی نظر کوتاہ ہے اور عقل معاد کی نظر تیز۔

عقل معاد انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصیب ہے اور عقل معاش دولت مندوں اور دنیا داروں کا حصہ ہے اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ اسباب جو عقل معاد کو برانگیختہ کرنے والے ہیں، موت کا ذکر۔ آخرت کے احوال کا یاد کرنا اور ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ہے جو دار آخرت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشانے
ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی